



گناہوں پر اظہارِ نفرت

حضرت یوشع ابن نون علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے جن میں چالیس ہزار نیک لوگ ہیں اور ساٹھ ہزار بدعمل۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا کہ رب العالمین! بدکرداروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ یہ نیک لوگ بھی ان بدکرداروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے ان کے ساتھ کھانے پینے اور ہنسی دل لگی کے شریک رہتے تھے میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر کبھی ان کے چہرے پر کوئی ناگواری کا اثر تک نہ آیا۔ (معارف القرآن جلد سوم ص ۹۱)

احادیث الرسول ﷺ

مولانا حمید الرحمن صاحب

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُھُمْ اَلصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَھَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا مسترد نہیں کی جاتی۔ ایک روزے دار کی جب افطار کرے دوسرے عادل حکمران کی، تیسرے مظلوم کی۔ اللہ پاک اسے بادلوں کے اوپر اٹھا لیتے ہیں۔ اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ پاک فرماتے ہیں مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ تیری ضرور ضرور امداد کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو۔

تشریح: افطار کے وقت کی خصوصیت اس لیے ہے کہ دن بھر انسان اپنی تمام تر خواہشات قربان کرکے یہاں تک پہنچتا ہے اب جبکہ ایک طرف بھوک ستا رہی ہوتی ہے اور دوسری طرف پیاس اب بھی جو شخص نعمتوں کی پروا کیے بغیر رب کے حضور دست بدعا ہو جائے تو رب العزت ایسے انسان کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں۔ مناسب ہے کہ انسان اس قیمتی وقت کو ضائع نہ ہونے دے اور کھانا پینا تھوڑی دیر کے لیے ملتوی کرکے دعا میں مشغول ہو جائے کیونکہ یہ رحمتوں کے نزول اور توبہ کا وقت ہے شاید پھر ہاتھ نہ آسکے اس لیے آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ جب افطار کرنے لگو تو دعا کیا کرو

عادل حکمران کی دعا اس لیے قبول ہوتی ہے کہ انصاف خدا کو پسند ہے اور حکمران جیسے چاہے ظلم کر سکتا ہے اب جو ظلم نہیں کرتا تو محض خدا کے ڈر سے اور ایسے انسان کی دعا بھی اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں بعض لوگ اپنے ماتحتوں اور زیردستوں پر مظالم ڈھاتے ہیں۔ پھر ان پر قدرت کی طرف سے آفات بلیات اترتی ہیں اور وہ ان کے ٹالنے کے لیے لاکھوں حیلے بہانے تراشتے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس کی تہ میں مظلوم کی آہ کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ اگر آفات و بلیات سے بچنا چاہتے ہو تو کمزوروں کو ستانے سے بچو۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ دَعْوَۃُ الْوَالِدِ وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: اور انہیں سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دعائیں قبول کی ہوئی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ والد کی اولاد کے لیے، مسافر کی اور مظلوم کی۔

تشریح اس حدیث پاک میں [illegible] کو آپ

(باقی ۳۰ پر)



۱۰ر شعبان ۱۳۹۹ھ ÷ ۶ر جولائی ۱۹۷۹ء
جلد ۲۵ ÷ شمارہ ۱

اس شمارے میں

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم: میاں محمد اجمل قادری
مدیر: محمد سعید الرحمٰن علوی
مدیر معاون: صالح محمد حضروی

بدل اشتراک: سالانہ ۶۰/۰۰ روپے، ششماہی ۳۰/۰۰ روپے
سہ ماہی ۱۵/۰۰ روپے — فی پرچہ ۱/۵۰

وفاقی بجٹ

بجٹ کا بڑا چرچا تھا سو وہ آ ہی گیا۔ حالات کے پیشِ نظر عوام کی توقع تھی کہ یہ بجٹ نئے ٹیکسز سے پاک ہوگا لیکن ؏ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ — ایسا نہ ہوا اربوں کے حساب سے ٹیکس کا بوجھ اس ستم رسیدہ قوم پر ڈال دیا گیا جو پہلے ہی مہنگائی کے بوجھ تلے کراہ رہی ہے

وزیر خزانہ صاحب نے اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں قوم کو بہلانے اور اس قسم کا تاثر قائم کرنے کی کوشش ضرور کی ہے کہ عام طور پر لوگ اس صورت حال سے متاثر نہیں ہوں گے لیکن آں محترم کو کون سمجھائے کہ بجلی، گیس، تیل، ریل کے کرائے کس کی گردن دبوچیں گے؟

ہمارے ملک کی بدنصیبی یہ ہے کہ یہاں قوم کو تھپکیاں دے کر سلانے کی کوشش کی گئی اور کبھی حقیقت پسندانہ طرزِ عمل کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔

پاکستان بننے کے فوراً بعد مراعات یافتہ لوگ ملک کی گردن پر مسلّط ہو گئے کیونکہ نیرنگیٔ سیاستِ دوراں کے پیشِ نظر ملک کے بننے کا سہرا انہی کے سر بندھا تھا ان لوگوں نے جو سازش و فریب کی سیاست کے ماہر تھے اور جن کا عوام سے دور کا تعلق نہ تھا۔ بند کمروں میں بیٹھ کر قوم کی قسمت کے فیصلے کئے اور قوم کو ادھ موا کر کے رکھ دیا۔

یہ عمل تیس بتیس سال سے جاری ہے اور ہم اپنی پچھلی تاریخ میں چراغ رخِ زیبا لے کر بھی تلاش کریں تو کوئی مخلص ہمیں نظر نہ آئے گا۔ ملک روزِ اوّل سے تجربوں کی زد میں رہا اور یہاں ہر شعبۂ زندگی میں برابر تجربے ہوتے

رہے ہر بعد میں آنے والے
والے نے اپنی بدعملیوں سے پہلے
کے گناہ بخشوائے اور نئے نئے
تجربوں سے قوم کا خون نچوڑا۔
موجودہ حکومت جس پس منظر میں
برسرِ اقتدار آئی ہے اس سے ہر
کوئی واقف ہے لیکن اب حالت
یہ ہے کہ قوم کا جسدِ ملّی
زخموں سے چُور ہے، ملک
ہچکولے کھا رہا ہے اور بازیگر
ہیں کہ روایتی نعرہ بازی سے
قوم کے زخموں پر نمک پاشی
کر رہے ہیں۔

ہمارے وزیر خزانہ صاحب
جنہیں اعداد و شمار کی دنیا کا
ماہر کہنا چاہیے اس طبقہ سے
تعلق رکھتے ہیں جنہیں لوگ
نوکر شاہی کا طبقہ کہتے ہیں۔
اس طبقہ نے جونک بن کر
قوم کا خون چوسا اور اب
یہ طبقہ دنیائے سیاست کی
بے اعتدالی کے سبب پالیسی ساز
بن کر رہ گیا ہے۔ اس طبقہ
نے اپنی گرفت ایسی مضبوط کر
رکھی ہے کہ ایوب خاں، یحییٰ
خان یا موجودہ حکمرانوں جیسے
فوجی حضرات ہوں یا بھٹو جیسا
بزعم خویش چالاک و ہوشیار
سیاست داں بھی اس "محترمہ"
کی زلفِ گرہ گیر کا شکار ہوکر
رہ جاتے ہیں۔ اس طبقہ کی
کرم فرمائی سے اور رشوت و
سفارش سے گہری وابستگی کے
سبب نہ انصاف ملتا ہے نہ
ہی انتظامی صورت حال درست
ہوتی ہے۔ جب کسی مسئلہ پر
شور مچا اس طبقہ کی عنایت
سے ایک عدد کمیشن بن گیا۔
اور مسائل کمیشن کی میں
دب گئے۔ یہی طبقہ ہے جس نے
اداروں پر ادارے بنوائے اور
ان میں نا اہل لوگوں کو بیش قیمت
تنخواہوں پر بھرتی کیا، ان کی
کوٹھی، کار کے اضافی اخراجات
جو بلاشبہ کمر توڑ کیفیت کے حامل
تھے خزانہ پر بوجھ بنے اور اس
قسم کے بوجھ پورا کرنے کے لیے
یہاں آئے دن ٹیکسوں کی بھرمار
رہی جو اب ایک ایسے عفریت
کی شکل اختیار کر چکی ہے کہ
خطرہ ہے کہ کہیں وہ ملک کو
ہی نہ نگل لے۔

ہمیں دنیائے معاشیات کے
کے "ماہر" ہونے کا دعوےٰ قطعاً
نہیں اور ہمیں اپنی "کم علمی" کا
پورا پورا اعتراف ہے لیکن ایسی
بات بھی نہیں کہ ہم ۲+۲=۴
کا چکر نہ سمجھ سکیں۔

اگر اربابِ اقتدار تک
ہماری نحیف و نزار آواز پہنچ
سکتی ہے تو ہم درخواست کریں گے
کہ اس بجٹ پر نظر ثانی کی
جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ "خوبیوں
کا حامل" یہ بجٹ مضبوط و
مستحکم ایوانوں میں دراڑ پڑنے
کا باعث نہ بن جائے۔ بھوک
اور افلاس کی ماری ہوئی قوم
پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ارشاد
کے پیشِ نظر "کفر" تک جا
سکتی ہے (اللہ نہ کرے) تو اس
کے ہاتھ ان گریبانوں تک بھی
پہنچ سکتے ہیں جن کے متعلق
"ماوراء" ہونے کا دعوےٰ ہے
اس سے پہلے کہ ایسی صورتِ
حالات پیدا ہو حالات کی سنگینی کا
جائزہ لے کر المناک انجام سے
خود بھی بچنا اور قوم کو بھی
بچانا اشد ضروری ہے — خدا
کرے کہ یہ آواز صدا بصحرا
ثابت نہ ہو۔

علوی ۳ شعبان ۹۹ھ

خطبہ جمعہ

ایمان کی حفاظت ــــ فتنوں کے دور میں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم:ـــ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ٥ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ٥ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ٥

(پ ۲۷ س النجم آیت ۱ تا ۴)

ترجمہ: قسم ہے تارے کی جب گرے۔ تمہارا رفیق نہیں بہکا اور نہ بے راہ چلا اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام: گرنے سے مراد یہ ہے کہ غروب ہوا اور رفیق سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی نہ آپ غلط فہمی کی بنا پر راستہ سے بھٹکے نہ اپنے قصد و اختیار سے جان بوجھ کر بے راہ چلے بلکہ جس طرح آسمان کے تارے طلوع سے لے کر غروب تک ایک مقررہ رفتار سے متعین راہ پر چلے جاتے ہیں کبھی ادھر اُدھر ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔ آفتاب نبوت بھی اللہ کے مقرر کئے ہوئے راستے پر برابر چلا جاتا ہے ممکن ہے کہ ایک قدم ادھر یا ادھر پڑ جائے۔ ایسا ہو تو ان کی بعثت سے جو غرض متعلق ہے وہ حاصل نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام آسمان نبوت کے ستارے ہیں جن کی روشنی اور رفتار سے دنیا کی راہنمائی ہوتی ہے۔ اور جس طرح تمام ستاروں کے غائب ہونے کے بعد آفتاب درخشاں طلوع ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمام انبیاء کی تشریف بری کے بعد آفتاب محمدی مطلع عرب سے طلوع ہوا۔ پس اگر قدرت نے ان ظاہری ستاروں کا نظام اس قدر محکم بنایا ہے کہ اس میں کسی طرح تغزلزل اور اختلال کی گنجائش نہیں تو ظاہر ہے کہ کس قدر مضبوط و مستحکم ہونا چاہیے ان باطنی ستاروں اور روحانی آفتاب و ماہتاب کا انتظام جن سے ایک عالم کی ہدایت و سعادت وابستہ ہے (چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری رسول اور ہدایتِ خداوندی کا آخری نشان ہیں) کا کوئی کام تو کیا ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہشِ نفس پر مبنی ہو بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اس میں "وحی متلو" کو "قرآن" اور "وحی غیر متلو" کو حدیث کہا جاتا ہے۔

بزرگان محترم! یہاں حق تعالیٰ سبحانہ نے ستاروں کی قسم کھا کر جو اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت کے مظہر ہیں کہا ہے کہ لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمحہ کے لیے بھی نہ بھٹکے ہیں اور نہ اپنی راہ سے ہٹے ہیں۔ ان کی جو بات ہوتی ہے وہ وحی ہوتی ہے جو بم یا بذریعہ وحی یا الہام

بتا دیتے ہیں وہ اپنی من مانی خواہشات کے متبع ہو کر کوئی بات نہیں کرتے بلکہ وہاں تو معاملہ یہ ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ہمارے حضرت قطب العالم شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ اسی لیے فرمایا کرتے تھے کہ "منکرِ حدیث منکرِ قرآن ہے منکرِ قرآن خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے"

وہ اکثر فرمایا کرتے تھے اور ان کے اکثر خطبوں اور مجالس ذکر کے مضامین میں یہ درج ہے کہ حدیث کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو۔ وہ وحی جلی ہے اور یہ وحی خفی۔ منکرین حدیث میں ایمان نہیں رہتا وہ ایمان سے خالی ہیں۔ انسان طبعاً سہل انگاری چاہتا ہے اور انکار حدیث سے بہت سی باتوں سے مل جاتی ہے۔ اس لیے انکار حدیث کے فتنے اور دوسرے تمام فتنوں سے ہر گھڑی بچنے کی دعا مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فتنوں سے بچائے اور جو ان میں پھنس گئے ہیں ان کو ان سے نکلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

فتنوں کی پیشین گوئی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی پیشین گوئی فرمائی کہ ان فتنوں کے ایام میں انسان صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر، اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہمیشہ مومن صادق رکھے اور کفر کے اندھیروں سے بچائے۔ آمین۔

مشکوٰۃ شریف کی "کتاب الفتن" میں ایک روایت ہے کہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ بِصُبْحِ كَافِراً يَبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعِوَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعمال کے ساتھ جلدی کرو۔ ایسا فتنہ جو مثل اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح ہے۔ (اس میں) صبح کو ایک شخص مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ وہ اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچے گا۔

حاصل یہ نکلا کہ حضورؐ نے ایک ایسے پُر فتن دور کی پیشین گوئی کی ہے جب کہ ایک شخص صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ دین کو دنیا کے لیے بیچ دے گا۔ پس ہر شخص کو ہمیشہ اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے تا آنکہ یہ لحد میں پہنچ جائے اور دین کو دنیا پر ہر حال میں ترجیح دینی چاہیے۔

محترم حضرات! موجودہ زمانے میں بہت سے فتنے پیدا ہو گئے ہیں اور مسلمانوں پر ہر طرف سے شیطان کے حملے ہو رہے ہیں تاکہ ان کا ایمان باقی نہ رہے۔ کہیں ارتداد کے فتنے سر اٹھا رہے ہیں کہیں تجدید دین کے روپ میں مسلمانوں کے ایمانوں کو لوٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور بے دینی کو دین ظاہر کیا جا رہا ہے کہیں ختم نبوت کا انکار ہو رہا ہے، کہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو دین متین کے معیار اور نبوتِ محمدیہ کے گواہ ہیں مجروح کرنے اور تنقید کے ترازو میں تولنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، کہیں حدیث کا انکار ہو رہا ہے۔ غرضیکہ ہر طرف فتنے ہی فتنے ہیں اس لیے مسلمانوں کو

نہایت احتیاط، تندہی، جاں سپاری اور خلوص و ایثار کے ساتھ اپنے آپ کو فتنوں کی لپیٹ سے بچانا چاہیئے۔ اور میدانِ عمل میں اُتر کر باطل کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنے ایمانوں کو بچانے کی پوری فکر کرنی چاہیے۔ چنانچہ اس وقت اپنے ایمانوں کو بچانے کی سب سے مؤثر صورت یہی ہے کہ ہم کتاب و سنت کو مشعلِ راہ بنائیں اور مضبوطی کے ساتھ قرآن و حدیث کا دامن پکڑ لیں اور ان ارشاداتِ ربانی پر سختی سے عمل پیرا ہوں:۔

کونوا مع الصّٰدقین۔

(س توبہ ع ۱۵)

ترجمہ: سچوں کے ساتھ رہو۔

اور دوسری جگہ آتا ہے:۔

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝

ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو بھیڑ بکری اپنے ریوڑ میں رہتی ہے وہ گڈریے کی حفاظت میں رہتی ہے اور بھیڑیے سے بچی رہتی ہے لیکن جو بھیڑ یا بکری اپنے ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے وہ گڈریے کی حفاظت سے نکل جاتی ہے اور بھیڑیا جلد اس کو شکار کر لیتا ہے۔

پس اے برادرانِ عزیز! آج فتنوں کے زمانے میں جب کہ مومنوں پر ہر طرف سے ایمان کے ڈاکوؤں اور بھیڑیوں کی یلغار ہے وہی شخص اپنا ایمان بچا سکے گا جو حق پرست جماعت سے وابستہ رہے گا اور کتاب و سنّت کو حرزِ جاں بنائے گا۔

حق پرست جماعت کی علامت

آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق پرست جماعت کی علامت خود بیان فرما دی ہے اور اس لیے وہی شخص حق پرست ہوگا جو اس جماعت سے وابستہ رہے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل درست اور ٹھیک جیسے کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کریں گے اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں منقسم ہو گئی تھی، میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا۔ "وہ فرقہ جس میں میں ہوں۔ اور میرے اصحاب ہیں ـــــ گویا بقول رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ ـــ حق پرستی کا معیار اور تھرمامیٹر ہے اور وہی جماعت حق پرست ہوگی جو اس کسوٹی پر پوری اترے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی جماعت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہی وہ جماعت ہے جس سے وابستہ رہ کر اس دورِ پُرفتن میں ایمانوں کی حفاظت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنے اور اہلسنت والجماعت میں شامل رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ : احادیث الرسولؐ

صلی اللہ علیہ وسلم نے سبق دیا ہے کہ اپنی اولاد کے لیے دعا کیا کرو کیونکہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور مسافر کو تعلیم دی کہ بوقت سفر دعا کیا کرو یہ بھی قبولیت کا وقت ہے۔

صحافی کا قلم

میں اس وقت آپ سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کی ترجمانی کے لیے میرے پاس جگر مراد آبادی کے اس شعر سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں، وہ کہتے ہیں ؎ کامل رہبر، قاتل رہزن ٭ دل سا دوست، نہ دل سا دشمن

انہوں نے یہ شعر دل کے متعلق کہا ہے میں صحافت کو بھی اس کا صحیح مصداق سمجھتا ہوں۔ آپ کا قلم دو دھاری تلوار ہے۔ جس سے آپ تخریب کا کام بھی لے سکتے ہیں اور تعمیر کا بھی۔

آج ملکوں اور قوموں کی تقدیریں نوکِ قلم سے وابستہ ہو گئی ہیں، قلم کی ایک غلطی اور اس کے غلط استعمال سے اسی طرح ملک کے ملک تاراج اور بستیوں کی بستیاں بے چراغ ہو جاتی ہیں۔ آپ کو اپنے قلم کی طاقت اور اس کے صحیح اور غلط استعمال کے نتائج کا پورا تجربہ ہے۔ پہلے کسی کہنے والے نے کہا تھا ؏ زیر قدمت ہزار جانست ــــ آج تھوڑی ترمیم کے ساتھ آپ سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ؏ زیر قلمت ہزار جانست۔

اگر اخبار نویس اپنے قلم کو احتیاط کے ساتھ استعمال نہ کریں ان سے جذبات کے بھڑکانے، نفرت کو بڑھانے اور اشتعال پیدا کرنے کا کام لیں تو ملّی اور اجتماعی مزاج برہم، غیر معتدل، اشتعال پذیر اور غضب ناک ہوتا ہے۔ پوری کی پوری قوم اور ملک کی آبادی تنک مزاج، غیر متحمل اور قوتِ برداشت سے محروم ہو جاتی ہے۔ وہ روئی کی طرح ایک منٹ میں آگ پکڑ لیتی ہے۔ اگر صحافت سے شعور کی بیداری، اخلاقی تربیت، حقیقت پسندی اور صبر و ضبط پیدا کرنے کا کام لیا جائے تو قومی مزاج معتدل اور متحمل ہوتا ہے۔ اس کو ہر بات سننے، دیکھنے، غور کرنے اور حقیقت کو سمجھنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ کبھی بے اعتدالی اور بے راہروی کا شکار نہیں ہوتی۔

آپ کے ہاتھ میں جو چیز ہے وہ "کامل رہبر" بھی ہو سکتی ہے اور "قاتل رہزن" بھی ہو سکتی ہے، یہ قلم بعض اوقات قوموں کی عزتوں اور آبروؤں سے کھیلتا ہے اس لیے ہم کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہونا چاہیے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (اردو ایڈیٹرز سے خطاب)

قرآن و سنت کی روشنی میں

استقلال و استقامت

مولانا محمد عبد المنان - راولپنڈی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:
وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ٥

ترجمہ: اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیبؐ! آپ راہِ مستقیم پر جس طرح کہ آپؐ کو حکم دیا گیا ہے قائم رہیئے۔ اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ ور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

استقلال اور استقامت کے لغوی معنی ہیں پامردگی، ثابت قدمی اور اپنے نفس کو گھبراہٹ سے بچانا۔ مراد یہ ہے کہ انسان دشواری اور پریشانی و مشکلات میں نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے بچاتا ہوا ثابت قدمی اور پامردگی سے راہِ مستقیم پر پیہم بڑھتا چلا جائے۔ یہی استقلال ہے اور یہی کامیابی کا زینہ اور راز ہے۔

آیت بالا میں اللہ تعالےٰ اپنے حبیبؐ کو اسی منزل کی اہمیت سمجھاتے ہیں کہ آپ ان مشرکین کے جھنجھٹ میں نہ پڑیے۔ آپؐ کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے کفر و عصیان سے توبہ کر کے آپؐ کی معیت اختیار کر لی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ہے احکام الٰہیہ پر نہایت پامردگی اور استقلال سے جما رہنا چاہیئے کہ کوئی طاقت تمہارے عزم کو نہ توڑ سکے۔ اور کوئی قوت تمہارے پائے ثبات و استقلال میں تزلزل نہ ڈال سکے۔ عقائد، اخلاق، عبادت، تبلیغ وغیرہ ہر چیز میں افراط و تفریط سے علیحدہ ہو کر توسط و استقامت کی راہ پر سب چلتے جاؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ خدا تعالےٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

گویا یہ ایک حقیقت سامنے رکھ دی گئی ہے کہ عملی زندگی میں انسان پر طرح طرح کی مصیبتیں آتی ہیں لیکن صاحب ایمان کا شیوہ نہیں کہ باطل کے دباؤ یا خواہشات و میلانات کے آگے ہتھیار ڈال دے بلکہ حق پرستی کی زندگی میں عزمِ راسخ کے ساتھ آگے بڑھتا چلا جائے۔ پھر دیکھے کہ نصرت ایزدی استقلال کے نتیجے میں کس طرح اس کے قدم چومتی ہے قرآن حکیم کی بے شمار آیتیں اس مضمون پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ چند شواہدات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ۔ اے موسیٰ! نہ ڈر یقیناً تو ہی غالب رہے گا۔

۲۔ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۳۔ اَللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اللہ تجھے برے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

۴۔ إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا۔ جب تم کسی قوم سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو۔

۵۔ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ اسی طرح ہم پر ایمان والوں کو تکلیف سے نجات دینا فرض ہے۔

۶۔ صَابِرُوا وَرَابِطُوا۔ معاملات میں ثابت قدم اور مستعد و مستقل رہو۔

۷۔ لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ سست اور بزدل نہ ہو اور غم نہ کرو اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب اور بلند مرتبہ رہو گے۔

۸۔ لَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ۔ دشمن کے داؤ گھات سے بددل نہ ہونا۔

۹۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ اکثر ایک قلیل التعداد جماعت ایک بڑی جماعت پر خدا کے

سے غالب آگئی اور اس لیے کہ اللہ استقلال والوں کے ساتھ ہے۔

۱۔ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یاد رکھو کہ اللہ کی جماعت (مسلم) ہی کامیابی وفلاح پانے والی ہے۔

ان آیات کا مختصر مطلب یہی ہے کہ اے مسلمانو! اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو اور دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالےٰ کے حکم کو مانتے ہوئے استقلال واستقامت کا عملی مظاہرہ کرو۔ سختیاں اٹھا کر طاعت پر جمے رہو مصیبت سہے رکو، مضبوطی اور ثابت قدمی سے رہوگے تو تمہیں خدا اپنے وعدے کے مطابق ضرور کامیاب کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا... الخ

یعنی جو لوگ ایک دفعہ کہہ دیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور پھر ثابت قدم رہیں۔ اللہ کی طرف سے فرشتے اس استقلال کے نتیجے میں دنیا اور آخرت کی خوشخبریاں لے کر اترتے ہیں اور خدا کے حکم سے ان کی امداد بھی کرتے ہیں۔ جس کی مثال میں جنگ بدر وغیرہ غزوات کے واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ جب مومنین نے خدا پر بھروسہ کر کے استقلال وثابت قدمی دکھلائی فرشتے امداد کے لیے آئے اور میدان ایمان والوں کے حق میں رہا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے۔ ان پر کوئی خوف وحزن نہ ہوگا۔ بلکہ وہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہوں گے اور خدا ان سے راضی ہوگا۔

اب ذرا حدیث شریف کی طرف آیئے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی۔ جبکہ کفار ومشرکین نے مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے میرے صحابہؓ! ثابت قدمی اور استقلال کا مظاہرہ کرو کیونکہ یہ تکالیف حق کی پاداش میں تم سے پہلے لوگوں کو بھی برداشت کرنا پڑی ہیں کہ کبھی ایک دیندار زندہ آدمی کو زمین میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر اس کے سر پر آرا چلا کر بیچ سے دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا اور بعض کے جسم کا چمڑا اور گوشت لوہے کی کنگھیوں سے ادھیڑا جاتا تھا۔ لیکن کفار کی یہ سختیاں ان کی استقامت ختم نہ کر سکیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر خود کتنی سختیاں کی گئیں اور کن طریقوں سے اس معصوم ہستی کو اور اس کے پروانوں کو ستایا گیا۔ جن کے واقعات کو پڑھ کر بیساختہ رونا آجاتا ہے اور کبھی جسم مبارک پر نجاست ڈالی، کبھی پتھروں سے جسم معصوم کو لہو لہان کیا۔ کبھی گلے میں چادر ڈال راستے میں کانٹے بچھائے، برا بھلا کہا۔ آسمان یہ سب کچھ دیکھتا رہا مگر کیا مجال کہ یہ ساری تکلیفیں آپؐ کو اپنے مشن سے ہٹا سکیں؟ حضرت ابو طالب نے حمایت سے دست کش ہونے کا اشارہ ہی کیا تو آپؐ نے کمال استقلال سے فرمایا کہ چچا جان! میرا مشن اتنا پاکیزہ ہے کہ اگر قریش میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب رکھ دیں تب بھی پھر بھی تبلیغ حق سے باز نہ آؤں گا۔

بنو ہاشم کے پہاڑی درہ میں آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں پر کیا کیا تکلیفیں گزریں؟ درختوں کے پتے کھانے کی نوبت آگئی۔ مگر صبر واستقامت وحق پرستی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا پھر پیغمبرؐ کے صحابہؓ کے استقلال کو دیکھو۔ حضرت بلالؓ، حضرت خباب بن ارتؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت یاسرؓ، حضرت عمارؓ، حضرت سمیہؓ وغیرہ کے واقعات جو حق کی پاداش میں ان کے ساتھ پیش آئے ہمارے لیے بہترین نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

خدا ہمیں ان پاکیزہ ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بقیہ: احکام شب برأت

ترجمہ: پھر اس دن تم سے اے لوگو نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا، کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دو گے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا۔

ترجمہ: جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو عبادت کرو، اور دن کو روزہ رکھو ۱۲۔

احکام شب براۃ

از :- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

سوال ۱- شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب براۃ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟ ۲- اور موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں، دن کو حلوا پوری۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی۔ آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب جواب حصہ اوّل قرآن مجید میں شب براۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے

۱- قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے جس میں بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براۃ کا ذکر ہے، اور وہ آیت سورۃ دخان پارہ ۲۵ کی ہے۔

انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین۔

ترجمہ: تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہم (انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے) ڈرانے والے تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر، معالم التنزیل۔ البیضاوی۔ الجلالین) میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر (جو رمضان میں آتی ہے) ہے اور بعض کی رائے ہے کہ شب براۃ ہے۔

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ومن قال انھا لیلۃ النصف من شعبان کما روی عن عکرمۃ فقد ابعد النجعۃ فان نص القرآن انھا فی رمضان۔

ترجمہ: اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے۔ چنانچہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے کہ پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا، کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتلاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔ ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر

اس آیت کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم شریف کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں، لیلۃ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب براۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

متعلقہ شب براۃ

(۱) عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا یومہا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلیٰ فاعافیہ الا من کذا حتیٰ یطلع الفجر (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات ہو، پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو، کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخشش دوں۔ خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں۔ خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسے چھڑا دوں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے، طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے۔

۲۔ عن ابی موسیٰ الاشعریؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرکٍ او مشاحنٍ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے، پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے۔

۳۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت فقدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃً فاذا ھو بالبقیع فقال اکنت تخافین ان یحیف اللہ علیک ورسولہٗ قلت یا رسول اللہ انی ظننت انک اتیت بعض نسآئک فقال ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السمآء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب رواہ الترمذی۔ وزاد رزین ممن استحق النار وقال الترمذی سمعت محمدًا یعنی البخاری یضعف ھذا الحدیث۔

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے، تب آپ نے فرمایا۔ (اے عائشہ) کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔ اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ کہ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں۔

۴۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھل تدرین ما فی ھذہ اللیلۃ یعنی لیلۃ النصف من شعبان قالت ما فیہا یا رسول اللہ فقال فیہا ان یکتب کل مولود بنی آدم فی ھذہ السنۃ وفیہا ان یکتب کل ھالکٍ من بنی آدم فی ھذہ السنۃ وفیہا ترفع اعمالھم وفیہا تنزل ارزاقھم فقالت یا رسول اللہ ما من احدٍ یدخل الجنۃ الا برحمۃ اللہ تعالیٰ فقال ما من احد یدخل الجنۃ الا برحمۃ اللہ تعالیٰ ثلثاً قلت ولا انت یا رسول اللہ فوضع یدہٗ علیٰ ھامتہٖ فقال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ منہ برحمتہٖ یقولھا ثلث مرات

رواہ البیہقیؒ فی الدعوات الکبیر۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں ان کے اعمال اُٹھائے جاتے ہیں۔ اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ تب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے۔ تین دفعہ آپ نے یہ کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا آپ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکیں گے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا۔ اور میں بھی نہیں جا سکوں گا۔ مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔

میرے بھائیو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ بمعہ ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں۔ اگرچہ ان احادیث میں بھی مدارج مختلف ہیں۔ ان میں اصح کتب الاحادیث البخاری ومسلم کی احادیث تو نہیں ہیں۔ لیکن بہر حال جو کچھ بھی بعد از سعی ملا، وہ آپ کے سامنے ہے، ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ترتیب وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں۔ مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آچکی ہے۔ وہی دوسری حدیث میں ہوگی تو اس کو اختصاراً ذکر کیا جاوے گا۔

پہلی حدیث شریف کے مطالب

۱۔ اس براۃ کی رات کو عبادت کرو۔

۲۔ شبِ براۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو۔

۳۔ اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے۔ صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اُسے بخش دُوں۔

۵۔ کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اسے رزق دُوں۔

۶۔ کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے، کہ میں اسے نجات دے دُوں۔

۷۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے، تو میں اس کی وہ حاجت پوری کردوں۔

دُوسری حدیث شریف کے مطالب

۸۔ شبِ براۃ میں اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

۹۔ مگر مشرک (جو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا۔

۱۰۔ مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا۔

تیسری حدیث شریف کے مطالب

۱۱۔ شبِ براۃ کو (معلوم ہوتا ہے کہ کسی درمیانی حصہ شب میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے۔

۱۲۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے۔

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

۱۳۔ اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

۱۴۔ اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں اٹھا کر پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۵۔ اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

۱۶۔ اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے۔ (یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر مؤکل ہیں، اُن کے سپرد کیا جاتا ہے)

۱۷۔ کوئی فردِ بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنّت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

مجموعہ احادیث شب براٗۃ کا خلاصہ

مسلم کو چاہئے کہ شرک اور کینہ (اخلاق رذیّہ) وغیرہ سے توبہ کرے۔ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، خدا تعالیٰ سے اپنے اور مُردوں کے لئے بخشش مانگے، علاوہ اس کے اپنی ہر حاجت کا اسی سے سوال کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

عزیز بھائیو! یہ وہ کام ہے جو مسلمانوں کو شب براٗۃ اور دن کو کرنا چاہیئے۔

خیالات

فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ

متعلقہ شب براٗۃ

صاحب الدر المختار فرماتے ہیں:۔ ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ والصلوٰۃ اللیل واقلہا علی ما فی الجوہرۃ ثمان ولوجعلہ اثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافًا فالاخیر افضل واحیاء لیلۃ العیدین والنصف من شعبان۔

ترجمہ: اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں، سفر پر جانے کے وقت دو رکعت پڑھے۔ اور سفر سے واپس آنے کے وقت دو رکعت پڑھے اور رات کو (یعنی تہجّد) نماز پڑھے۔ جوہرہ نیرہ کے بیان کے مطابق کم سے کم آٹھ رکعت پڑھے۔ اگر رات کو تین حصوں میں تقسیم کرے تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے۔ اور اگر رات کے دو حصے کرے تو پھر آخیر حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحٰی کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات، یعنی شب براۃ کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں۔ فعلم ان کلًا من صلوٰۃ الرغائب لیلۃ اوّل جمعۃ من رجب وصلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلوٰۃ القدر ولیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ۔

ترجمہ: پس معلوم ہُوا کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے۔ اور پندرھویں شعبان کی رات اور رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے، ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا بدعت مکروہ ہے۔

خدا کے بندو۔ فقہائے عظام کا اتباع سنت دیکھو اور عبرت حاصل کرو کہ مطلق نماز جس کا ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آچکا ہے اگر کوئی اپنی طرف سے اس سے ذرا بھی زیادہ کرتا ہے تو اُسے بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں۔ خواہ وہ چیز دراصل عبادت ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے۔ اس کو برداشت نہیں کرتے۔

وہی شیخ ابراہیم حلبیؒ آگے چل کر فرماتے ہیں۔ فلو ترک امثال ھذہ الصلوات تارک لیعلم الناس انہ لیس من الشعائر لحسن انتہی۔

ترجمہ: پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائرِ اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس نے اچھا کیا۔ انتہےٰ۔

میرے پیارے حنفی بھائیو۔ خدا تعالیٰ کے لئے سوچو اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو۔ وہ حضرات تو اس قدر پابند شرع ہیں۔ کہ وہ شب براٗۃ کی رات میں وہ کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھے اور تم اس مبارک رات میں بے تحاشہ چراغاں کرتے ہو۔ اور اس اسراف کو رسم دین سمجھتے ہو، علاوہ اس کے اس رات کی عزت افزائی میں آتشبازی چلاتے ہو۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے

مخالف ہے۔ آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندو، خدا سے ڈرو۔ اور باز آجاؤ۔

وما علینا الا البلاغ

جواب حصّہ دوم

شب براۃ سے پہلے دن کو حلوا پکی اور شب کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق یہ عرض ہے، قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ کی صورت دے دیتے تھے۔ چنانچہ سورۃ انعام کے رکوع ۸ میں ہے۔

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا أُولٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

ترجمہ: اور چھوڑ دو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے۔ اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو۔ ایسے نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا۔ اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے اس سے نہیں لیا جاویگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائیں گے۔ ان کے لئے گرم پانی پینے کے لئے اور دردناک عذاب ہے۔ کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے۔

شب براۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق پہلا وعید

جو بے دین کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنا دیں، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے۔ خدا کے بندو۔ شب براۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو۔ جنمیں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائمقام بنا رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور ان لغویات کو چھوڑ دو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کرلیں، جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کرلیا، تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو، اس کی کیا قیمت باقی رہے گی۔ اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کروگے۔ اور کس کی شفاعت کی امید ہوسکتی ہے اور کس کی جنت میں ٹھکانہ مل سکے گا۔

بھائیو! خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دوسرا وعید

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝

ترجمہ: اور بے جا خرچ نہ کر، تحقیق بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳)

میرے عزیز بھائیو۔ خدا تعالیٰ کا خوف کرو، اور غور کرو، کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ بیجا خرچ کرنے والے یعنی اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی اور خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں

معنی اسراف

اسراف لغت میں بے اندازہ اور لاف و گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو، اور نہ دنیا کا کوئی بھلا ہو ___ نہ رضائے الٰہی حاصل ہو، اور نہ کسی ضرورت انسانی (مثلاً کھانا، پینا، پہننا) میں صرف ہو۔ یہ نقص شب براۃ کے چراغاں اور آتشبازی میں پورے طور پر موجود ہے۔ خدا کے بندو، اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ تکاثر پارہ عم میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝

جو بادہ کش تھے پرانے ......

اپنی قسمت کا ماتم کروں یا کس کا کہ وہ نادرۂ روزگار شخصیات جن کے سوزِ دروں اور شبانہ روز محنتوں نے فسق و فجور سے اَٹی ہوئی اس دنیا میں دین اسلام کا پرچم سربلند رکھا۔ اور اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف عمل رہے وہ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو رہی ہیں ——— واحسرتا کہ جن کو دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا اور جن کے اعمال سنن نبویؐ کا عین نمونہ تھے وہ ہمیں یتیم چھوڑ کر اپنے رب کے حضور جا رہے ہیں۔

گذشتہ ہفتے اس قسم کے تین حادثوں سے ملّت کو دوچار ہونا پڑا جن میں سے پہلا حادثہ تو مشہور عالم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے ناظم اور حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفہ مولانا سعد اللہ صاحب کا ہے، جو ۸۵ سال اس جہانِ رنگ و بو میں گذار کر حضرت حق کے حضور پہنچ گئے۔

حضرت مرحوم کی عظمت کا اس سے بڑھ کر کیا راز ہوگا کہ زندگی کے کامل ۸۵ سال ان کی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہوئی۔ العظمۃ للہ۔

دوسرا حادثہ حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب کا ہے۔ معصوم اور دلنواز شخصیت جو انکساری و تواضع کا مرقع تھی اپنے متبع کے حکم سے وطن سے سینکڑوں میل دور ضلع شیخوپورہ میں اپنی عمر عزیز کا اکثر حصہ گذار دیا۔ اور اپنے عظیم شیخ کے طریق کے مطابق ایک دنیا کی کایا پلٹ دی۔

تیسرا حادثہ عالم اسلام کے نامور مفکر حضرت العلام مولانا السید ابوالحسن علی ندوی کے برادر زادہ مولانا محمد الحسنی کا ہے جو اچانک اپنے عظیم چچا اور پورے خاندان نیز ہزاروں لاکھوں ارباب تعلق کو داغِ مفارقت دے گئے۔ چچا کی طرح قلم کا دھنی یہ شہزادہ جس کی تربیت بڑے حسین ماحول میں ہوئی اور جس کا قلم امت کی فلاح و بہبود کے لیے وقف تھا اس طرح دنیا چھوڑ کر گیا کہ کُلُّ مَن علیہا فان کی قرآنی حقیقت آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔

ہم دنیا سے ان جانے والوں سے متعلق کس سے تعزیت کریں کہ ہم خود مستحق تعزیت ہیں تاہم الاقرب فالاقرب کے تحت اعزہ سے تعزیت شرعاً ضروری ہے، اور اپنے شیخ و سرپرست حضرت مولانا انور سمیت ان حادثوں کو ذاتی حادثہ سمجھتے ہوئے خدائے ستار و غفار کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ اپنے ان بندوں کے ساتھ اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائے اور ان کے اعزہ اور ہم سب کو صبر جمیل سے سرفراز فرمائے۔

غمزدہ علوی، مدیر خدام الدین
یکم شعبان ۱۳۷۹ھ

تصحیح

گذشتہ سے پیوستہ شمارہ میں ص ۳۰ پر دارالعلوم امینیہ سرگودھا کا اشتہار شائع ہوا ہے۔ جس میں غلطی سے امینیہ کی بجائے دینیہ چھپ گیا۔ قارئین تصحیح فرما لیں۔ (ادارہ)

حضرت سعید بن المسیبؒ کی صاحبزادی کی شادی

"سعید بن مسیب" جلیل القدر امام ابو محمد بن حزن قریشی مخدومی طبقہ تابعین کے امام ۔ مسیب ان کے باپ اور حزن ان کے دادا، دونوں صحابی ہیں ۔ فتح مکہ کے دن دونوں مسلمان ہوئے ۔ اسلام میں اس منفرد شخصیت کے مالک امام کے فضائل وکمالات کی فہرست بہت طویل وعریض اور بڑی شاندار ہے ۔ محترم قارئین کے سامنے ہم یہاں صرف ایک شاندار اور سبق آموز کارنامہ یعنی خود ان کی اپنی بیٹی کے نکاح رخصتی کا واقعہ پیش کرتے ہیں ۔

ان کے بیٹے یحییٰ بن سعید نقل کرتے ہیں ـــــ کہ امام سعید بن المسیب کی مجلس درس کا حاضر باش ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ بن ابی وداعہ تھا ۔ وہ چند روز ان کے درس سے غیر حاضر رہا تو امام سعید بن المسیب نے (طلبہ سے) اس کا حال دریافت کیا تو اس کو بتایا گیا کہ امام موصوف نے تمہارا حال (اور غیر حاضری کا سبب) دریافت فرمایا تھا ۔ تو (یہ سن کر) وہ شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا تو امام موصوف نے اس سے دریافت فرمایا تم اتنے دن سے کہاں غائب تھے؟ اس نے عرض کیا ۔ میری بیوی بیمار تھی ۔ میں اس کی تیمارداری میں لگا رہا پھر (اسی بیماری میں) اس کا انتقال ہو گیا ۔ تو اس کی تجہیز وتکفین میں مصروف رہا اور درس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ امام نے فرمایا ۔ اللہ کے بندے! تم نے ہمیں کیوں نہیں بتلایا کہ ہم اس کی مزاج پرسی کرتے ۔ یا وفات کی اطلاع دیتے تو ہم اس کے جنازے میں شرکت کرتے ۔ اس کے بعد امام موصوف نے اسے صبر وسکون کی تلقین فرمائی اور اس کے اور مرحومہ دونوں کے لیے دعا فرمائی ۔

اس کے بعد فرمایا ۔ اے عبداللہ! تم شادی ضرور کر لو ۔ ایسا نہ ہو کہ تم (مرنے کے بعد) اللہ جل جلالہ کے حضور میں غیر شادی شدہ پیش ہو ۔

میں نے عرض کیا ۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمت نازل فرمائیں ۔ مجھ جیسے (مفلس وقلاش) کو اپنی بیٹی کون دے گا ۔ خدا کی قسم میرے پاس تو چار درہم کے علاوہ کچھ بھی نہیں ۔

تو امام صاحب نے فرمایا ۔ سبحان اللہ! کیا ایک مسلمان چار درہم خرچ کر کے اپنی پاک دامنی کا تحفظ یعنی شادی نہیں کر سکتا؟ اے عبداللہ! میں اپنی بیٹی کی شادی (چار درہم پر) تمہارے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ اگر تم پسند کرو ۔

اس پر میں ان کے احترام اور جلالت قدر کی بناء پر شرم کے مارے چپ ہو گیا ۔ تو فرمایا ۔ کیا بات ہے؟ تم چپ کیوں ہو گئے؟ کیا تمہیں ہماری پیش کش قبول نہیں؟

میں نے عرض کیا ۔ اللہ جل شانہٗ آپ پر بہت بہت رحمتیں فرمائیں ۔ میں آپ کا دامن عاطفت چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں ۔ خدا کی قسم، مجھے یقین کامل ہے کہ آپ چاہیں تو چار درہم نہیں چار ہزار درہم پر اپنی دختر نیک اختر کی شادی کر سکتے ہیں ۔ فرمایا اٹھو، اے عبداللہ! قبیلہ انصار کے چند معززین کو بلا لاؤ ۔ میں اٹھا اور انصار کے معززین میں سے ایک گروہ کو بلا لایا ۔ تو امام موصوف نے ان کو گواہ بنا کر چار درہم مہر پر اپنی دختر نیک اختر کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ۔ اور تمام حاضرین اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے ۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے گھر پہنچا ہی تھا کہ اتنے میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی ۔ میں نے اندر ہی سے دریافت کیا کون صاحب ہیں؟ جواب آیا ۔ سعید ۔

عبداللہ کہتے ہیں ۔ خدا کی قسم امام سعید بن المسیب کے علاوہ مدینہ کے ہر سعید نامی شخص کی طرف میرا خیال گیا مگر امام کی طرف مطلق خیال نہیں گیا، اس لیے کہ امام سعید

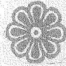
بن المسیب کو تو آج تک کسی نے مسجد جانے یا جنازے کے ساتھ قبرستان جانے کے علاوہ کبھی گھر سے نکلتے ہی نہیں دیکھا تھا۔ تو میں نے پھر پوچھا۔ کون سعید؟ جواب آیا۔ سعید بن المسیب۔ یہ سُن کر میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور فوراً مجھے خیال آیا۔ کہ شاید شیخ (کی رائے بدل گئی ہے اور) عقد نکاح فسخ کرنے کے لیے میرے پاس اس وقت تشریف لائے ہیں۔ اس لیے میں ڈھیلے ڈھیلے قدموں کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک برقعہ پوش دوشیزہ ہیں، باربرداری کے جانوروں پر سامان خانہ داری بندھا ہوا ہے اور ایک خوبصورت کنیز ہے تو امام موصوف نے سلام کیا اور پھر فرمایا۔ لو عبداللہ! یہ تمہاری بیوی ہے۔ تو میں نے شرم سے پسینہ پسینہ ہو کر عرض کیا۔ اللہ جلشانہٗ آپ پر رحم فرمائیں میرا تو ارادہ تھا کہ یہ (رخصتی) چند روز بعد ہو۔ فرمایا کیوں؟ کیا تم نے بتلایا نہیں تھا کہ میرے پاس چار درہم ہیں؟ میں نے عرض کیا یہ تو صحیح ہے چار درہم تو میرے پاس ہیں لیکن میری خواہش یہی تھی کہ یہ رخصتی چند یوم بعد ہوتی۔ فرمایا۔ یہ تمہاری بیوی تو بن چکی۔ اب میں نے گوارا نہ کیا کہ بیوی کے ہوتے تم ایک رات بھی بغیر بیوی بسر کرو اور اس کی مسئولیت اللہ تعالٰے کی جانب سے مجھ پر عائد ہو۔ یہ تمہاری بیوی ہے۔ یہ تمہارا (جہیز کا) سامان ہے اور یہ کنیز تمہاری خادمہ ہے اس کے پاس ایک ہزار درہم تمہارے خرچ کے لیے ہیں۔ یہ لو سنبھالو، اے عبداللہ! خدا کی قسم، تم اس (میری بیٹی) کو بڑا ہی تہجد گزار اور روزہ دار، کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عارف و کامل پاؤ گے۔ اس لیے اس کے ساتھ سلوک کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ مگر دیکھو، اگر امور خانہ داری میں اس سے کوئی ناپسندیدہ یا ناگوار بات سرزد ہو تو اس کا مجھ سے تعلق (یعنی میری بیٹی ہونا) ہرگز ہرگز مانع نہ ہونا چاہیے"

یہ نصیحت فرمانے کے بعد وہ اپنی لختِ جگر میرے سپرد کر کے تشریف لے گئے۔

عبداللہ کہتے ہیں بخدا، میں نے اس سے بڑھ کر کتاب اللہ کی قاری و حافظ، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم و محدّث اور اللہ عزّ و جل سے اس سے زیادہ ڈرنے والی کوئی عورت آج تک نہیں دیکھی۔ بخدا، بعض ایسے پیچیدہ اور دشوار فقہی مسائل جن کے حل کرنے سے بڑے بڑے فقہاء عاجز رہے ہیں میں نے امام سعید بن المسیب کی صاحبزادی سے دریافت کیے ہیں اور ان کا تسلی بخش حل اور علم ان کے پاس موجود پایا ہے۔

روایت ہے کہ شادی کے بعد ایک دن صبح سویرے عبداللہ کہیں جانے لگے تو ان کی بیوی نے دریافت کیا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو اس پر عبداللہ نے کہا۔ آپ کے والد سعید بن المسیب کے حلقہ درس میں جاتا ہوں۔ تو کہنے لگیں، بیٹھو بھی، میں خود تمہیں سعید بن المسیب کا درس دے دیتی ہوں۔

یہی ہیں وہ اخلاقِ فاضلہ اور علمی کمالات جن کی بدولت امام سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔



امام ولی اللہ دہلویؒ اور ان کی انقلابی تحریک

ماہ و سال کے آئینے میں

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والد کا نام شاہ عبدالرحیمؒ تھا۔ وہ اپنے وقت کے بڑے عالم اور صوفی تھے۔ آپ نے دہلی میں ایک مدرسہ بھی جاری کیا ہوا تھا۔ جس میں دور دراز کے لوگ پڑھنے کے لیے آتے تھے۔ اس کا نام مدرسہ رحیمیہ تھا ایک موقع پر آپ نے سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے مشہور مجموعہ قوانین "فتاویٰ عالمگیری" کی تالیف میں بھی حصہ لیا تھا۔

امام ولی اللہ دہلویؒ سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے ۴ شوال ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۷۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ فاضل باپ نے پانچ برس کی عمر میں ان کی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سات برس کی عمر میں آپ نے قرآن حکیم حفظ کر لیا۔ ایک سال میں فارسی کی ابتدائی کتابیں نکال لیں اس کے بعد عربی کی تعلیم شروع ہوئی۔ اور دس برس کی عمر میں اس کی ابتدائی مشکلات پر بھی عبور حاصل کر لیا۔ پھر عقلی اور دینی علوم شروع کیے اور ان علوم کا اس زمانے میں جو نصابِ تعلیم تھا۔ وہ پندرہ برس میں ختم کر لیا۔ جلیل القدر باپ نے اپنے قابل فرزند کو صرف درسی کتابیں ہی نہیں پڑھائیں بلکہ حکمت عملی کی بھی تعلیم دی۔ جو اس زمانے میں بہت کم سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے اپنی صحبت میں حکمتِ عملی اور آدابِ معاملہ کی بھی بہت تعلیم دی۔ اصل میں یہی حکمتِ عملی ان کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظریات کی تکمیل کا باعث ہوئی۔

امام ولی اللہ والد کی وفات تک مطالعے اور عبادت میں مشغول رہے۔ پھر ۱۷۱۸ء میں مدرسہ رحیمیہ میں مسندِ تدریس پر بیٹھے اور بارہ سال تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور دینی و عقلی علوم نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ قرآن و سنت کے حقائق، شریعت کے اسرار اور دین کے مقاصد سمجھنے کے لیے کھول دیا۔ آپ نے اپنے ملک کے تمدنی اور سیاسی حالات کا بھی مطالعہ نہایت گہری نظر سے کیا۔ اورنگ زیبؒ کی وفات کے بعد تخت دہلی انتشار کا شکار ہو گیا۔ اور مغلیہ خاندان کا زوال شروع ہو گیا۔ ہندوؤں نے بھی کل پرزے نکالنے شروع کیے۔ مرہٹوں، جاٹوں اور سکھوں نے بغاوتیں شروع کر دیں۔ یورپی طاقتیں انگریز اور فرانسیسی وغیرہ بھی وارد ہو چکے تھے اور اپنی ریشہ دوانیوں میں لگے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ چنانچہ آپ نے احیائے اسلام کی ایک عالمگیر تحریک شروع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور ایک نمونے کی اسلامی حکومت قائم کرنے اور اس کے واسطے سے اسلام کو غالب کرنے کا پروگرام بنایا۔ ان حالات میں آپ کو ضرورت ہوئی کہ علمائے حجاز سے مزید علم حدیث حاصل کیا جائے۔ اسلامی اور دیگر ممالک کے حالات معلوم کیے جائیں اور یہ دیکھا جائے کہ اس تحریک کا مرکز مکہ مکرمہ کو بنایا جائے نیز یہ کہ حرمین شریفین کی زیارت کی جائے اور حج کیا جائے۔

آپ عین جوانی کے عالم میں ۲۸ برس کی عمر میں ۱۷۳۱ء میں حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے شیخ ابو طاہر مدنیؒ سے علم حدیث حاصل کیا اور سند لی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ولی اللہ مجھ سے لفظوں کی سند لیتے ہیں۔ اور میں ان سے معنوں کی سند لیتا ہوں۔ آپ دو سال تک حجاز میں رہے۔ عربی اور دیگر اسلامی ملکوں کے حالات دیکھے وہ اچھے نہیں تھے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ اپنی تحریک کا مرکز دہلی ہی کو بنائیں گے۔ آپ نے حج کیا اور آپ کو حرمین الشریفین میں بہت سے فیوضات حاصل ہوئے جنھیں آپ نے ایک کتاب فیوض الحرمین میں لکھ دیا ہے۔ آپ نے وہاں ۲۱ ذیقعدہ ۱۱۴۴ھ مطابق ۵ مئی ۱۷۳۱ء

کو مکہ مکرمہ میں ایک الہامی خواب دیکھا۔ جس میں آپ کو قائم الزمان کا منصب عطا کیا گیا۔ اس سے مراد آپ خود یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نظام خیر پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور مجھے اس کا جارحہ یعنی ذریعہ بنایا ہے اور آگے آپ اپنی خواب بیان کرتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ تمام بوسیدہ نظاموں کو مٹا دیا جائے۔ مقصد یہ ہے کہ انقلاب برپا کیا جائے۔ اور موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق اسلامی نظام قائم کیا جائے۔ اسی تاریخ سے آپ نے اپنی انقلابی تحریک کا آغاز کر دیا۔

آپ واپس دہلی تشریف لے آئے اور سب سے پہلے آپ نے قرآن حکیم کا فارسی ترجمہ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ اب عوام کا دور ہے اور عوام کو قرآن حکیم سمجھنا چاہیے۔ اس لیے ان کی مشکل کو رفع کرنے کے لیے آپ نے اس وقت کی عوامی زبان فارسی میں ترجمہ کیا۔ اسی مقصد کے تحت آپ کے بعد آپ کے بیٹوں حضرت شاہ رفیع الدین اور حضرت شاہ عبدالقادر نے اردو ترجمے کر دیے۔ ترجمہ قرآن کے بعد آپ نے اپنے فکر کو منضبط کرنے کے لیے بےشمار کتابیں لکھیں جن میں سے آپ کا شاہکار حجۃ اللہ البالغہ ہے۔ اس فکر کی تفصیلات دوسری کتابوں میں بیان کیں۔ آپ نے مدرسہ رحیمیہ میں بھی اپنا فکر پڑھایا اور علماء پیدا کئے۔ اور کئی مقامات پر اپنی تحریک کی شاخیں قائم کیں۔ نجیب آباد کا مدرسہ اور رائے بریلی میں دائرہ شاہ علم اللہ انقلابی تحریک کے مرکز تھے۔ ایک مرکز آپ کے شاگرد شیخ محمد معین سندھیؒ نے ٹھٹھہ میں قائم کیا تھا۔ جس سے مشہور عارف باللہ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ خصوصی تعلق رکھتے تھے۔

زندگی کے آخری ایام میں آپ کو ایک سیاسی کارنامہ انجام دینا پڑا۔ یہ اصل میں اس الہامی خواب کی تعبیر تھا۔ آپ کی زندگی میں دس بادشاہ تخت دہلی پر آئے اور گئے۔ کسی کو استحکام نصیب نہ ہو سکا۔ سلطنت مغلیہ کے ٹکڑے ہونے شروع ہو گئے۔ مرہٹوں نے بغاوت کر دی اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ تخت دہلی پر قبضہ کر کے ہندو راج قائم کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک راجہ کو نامزد کر دیا۔ امام ولی اللہ نے دیکھا کہ اگر دہلی ہندوؤں کے قبضے میں چلی جائے تو ہم اپنی اسلامی حکومت کہاں قائم کریں گے۔ چنانچہ آپ کو فکر ہوئی اور آپ نے اپنے مرید سرداروں کو خطوط لکھے کہ جہاد کے لیے تیاری کریں۔ اور ادھر ایک لمبا خط احمد شاہ ابدالی والیٔ افغانستان کو لکھا کہ اپنی فوجیں لے کر آئے۔ یہ لڑائی پانی پت کے میدان میں ہوئی جو "پانی پت کی تیسری لڑائی" کے نام سے مشہور ہے اس میں مرہٹوں کو شکست ہوئی اور وہ راجہ بھی مارا گیا۔ جسے تخت دہلی پر بٹھانا تھا۔ مرہٹوں کا خواب پریشان ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۴ھ میں پیش آیا۔ دو سال بعد ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۲ء) میں آپ انتقال فرما گئے۔

امام ولی اللہ کے چار فرزند تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ رفیع الدین، حضرت شاہ عبدالقادر اور حضرت شاہ عبدالغنی جو حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کے والد تھے۔ امام صاحب کے جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز بنے۔ آپ نے مدرسہ رحیمیہ میں بھی پڑھایا۔ اور انقلابی تحریک کو بھی چلایا۔ آپ نے ساٹھ برس علماء کو درس دیا۔ اور جو فکر حضرت امام صاحب نے خواص کو دیا تھا اسے شاہ عبدالعزیز نے عوام تک پہنچا دیا۔ جب انگریزوں نے دہلی پر تسلط حاصل کر کے اپنا قانون جاری کرنے کا فیصلہ کرا لیا تو حضرت شاہ عبدالعزیز نے سب سے پہلے ملک کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔

رائے بریلی سے حضرت سید احمد تشریف لائے۔ آپ سے بیعت ہوئے اور تعلیم بھی حاصل کرنی شروع کی۔ حضرت شاہ صاحب نے دیکھا کہ یہ نوجوان اس قابل ہے کہ اسے تحریک جہاد کا سربراہ بنایا جائے۔ چنانچہ آپ نے انہیں ریاست ٹونک بھیج کر فوجی تربیت بھی دلوائی۔ اور اپنے داماد مولانا عبدالحی اور اپنے بھتیجے شاہ اسمٰعیل کو ملا کر مبلغین کا ایک بورڈ بنایا۔ اور ان کا سربراہ حضرت سید احمد کو بنایا۔ اور ان کے ہاتھ پر باقی دو حضرات سے بیعت کرائی۔ تنظیمی امور کے لیے اپنے نواسے شاہ عبدالحق اور ان کے بھائی مولانا محمد یعقوب کو دہلی میں اپنا مشیر بنایا۔

حضرت سید صاحب نے مجاہدین کی ایک فوج تیار کی۔ اور راجپوتانہ سندھ اور قندھار کے راستے کابل پہنچے۔ یہ ۱۸۲۶ء کا واقعہ ہے۔ تحریک مجاہدین نے سکھوں کے ساتھ لڑ کر سرحد کا حصہ آزاد کرا لیا۔ اور آخر ۱۰ر جنوری ۱۸۲۷ء کو قلعہ ہند فتح کر کے سید احمد شہیدؒ کی امارت کا اعلان کر دیا گیا۔

اور باقاعدہ حکومت قائم ہو گئی۔ اس اثناء میں ایک قابلِ افسوس واقعہ یہ ہو گیا کہ سردارانِ پشاور مخالف ہو گئے اور انہوں نے سازش کر کے اس تحریک کے اکثر سرداروں اور سپاہیوں کو ایک ہی دن میں شہید کر دیا۔ حضرت سید احمدؒ اس واقعہ سے بہت دل افسردہ ہو گئے۔ آخر انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر پشاور سے بدل کر مظفر آباد (آزاد کشمیر) لے جانے کا فیصلہ کیا۔ اپنے سب مجاہدین کو ساتھ لیا۔ بالاکوٹ ضلع ہزارہ کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ سکھوں کے ساتھ لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں حضرت سید احمد اور شاہ اسمٰعیل دونوں شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ ۶ مئی ۱۸۳۱ء کا ہے۔ امام ولی اللہ نے جو تحریک ۵ مئی ۱۷۳۱ء کو شروع کی تھی اس کا سو سال کا پہلا دور ختم ہو گیا۔ اس دور کی خصوصیت یہ تھی کہ اس دور میں اپنی فوج تیار کر کے جہاد کیا گیا۔

حادثہ بالاکوٹ کے بعد جو مجاہدین بچ گئے۔ ان کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ ہندوستان آ گیا اور دوسرا سرحدی علاقے میں مقیم ہو گیا۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے جانشین شاہ محمد اسحٰقؒ بنے۔ آپ دہلی سے مجاہدین کے لیے سامان وغیرہ بھجواتے تھے۔ بالاکوٹ کے واقعہ کے بعد شاہ محمد اسحٰقؒ نے تحریک کا دوسرا دور شروع کیا اور اس کا پروگرام بنا لیا۔ آپ نے یہ طے کیا کہ بیرونی اسلامی ممالک کی امداد سے انقلاب کی تیاری کی جائے۔ اور اپنے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کی جائے۔

شاہ محمد اسحٰقؒ کے شاگرد تھے مولانا مملوک علیؒ۔ آپ اس تحریک کے سربراہ بنے۔ آپ کے ساتھ حاجی امداد اللہؒ بھی تھے۔ مولانا مملوک علیؒ دہلی کالج کے پرنسپل تھے۔ آپ کے شاگرد ہیں سرسید احمد علی گڑھ والے اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸۵۷ء کے زمانے میں مولانا محمد قاسمؒ حاجی امداد اللہؒ اور دیگر بزرگوں نے کچھ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے نو برس بعد ۱۸۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے پرنسپل مولانا محمد قاسمؒ بنے۔ اس کے بعد سرسید احمد خاںؒ نے دارالعلوم علی گڑھ قائم کیا۔ اس طرح مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا دور شروع ہوا تاکہ انہیں آنے والے دور کے لیے تیار کیا جائے اور ادھر بیرونی اسلامی ممالک سے روابط بھی قائم کیے گئے۔

حضرت مولانا محمد قاسمؒ کے شاگرد اور جانشین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ تھے۔ آپ کے شاگرد حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور دیگر حضرات ہیں۔ جنگ عظیم اوّل کے زمانے میں حضرت شیخ الہندؒ نے ایک پروگرام سوچا کہ اس وقت انگریز جنگ میں پھنسے ہوئے ہیں کیوں نہ ہم انقلاب کر کے انگریزوں سے آزادی حاصل کریں۔ چنانچہ آپ نے مولانا سندھیؒ کو ۱۹۱۵ء میں کابل بھیجا تاکہ افغان حکومت کو تیار کیا جائے اور کابل میں فوجی اڈہ بنایا جائے۔ اور خود مکہ مکرمہ گئے تاکہ ترکوں کو امداد دینے کے لیے آمادہ کریں۔ آپ کے ساتھ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا عزیر گل مدظلہ بھی تھے۔ شریف مکہ جو انگریزوں سے مل چکا تھا اس نے سازش کی اور انگریز نے ان تینوں حضرات کو گرفتار کر کے جزیرہ مالٹا میں قید کر دیا۔ مگر آپ نے ترکی سے امداد حاصل کرنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے کابل میں بیٹھ کر حکومت مؤقتہ ہند قائم کی۔ اور ریشمی رومالوں پر اپنے پیغامات لکھ کر بھیجنے شروع کیے۔ لیکن وہ انگریزوں کے ہاتھ آ گئے اور ریشمی رومال کے نام پر مقدمہ قائم کیا گیا۔ یہاں اکثر بزرگ قید کیے گئے لیکن مولانا سندھیؒ انگریز کے قبضے میں نہیں آ سکے۔ جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد حالات تبدیل ہو گئے۔ دنیا کا نقشہ بدل گیا۔ ترکی خلافت چھوڑ دی اور مصطفےٰ کمال اتاترک صدر جمہوریہ بن گئے۔ افغانستان کو بھی استقلال مل گیا۔ انگریزوں نے وعدہ کر لیا کہ وہ ہندوستان کو ہوم رول دیں گے۔ اس لیے اب فوج کشی کی ضرورت نہ رہی۔ مولانا سندھیؒ نے دیکھا کہ اب آئینی جدوجہد شروع کرنی چاہیے اور آزادی حاصل کرنی چاہیے اس کے لیے پروگرام کیا ہو؟ ان خطوط پر مولانا سندھیؒ نے سوچنا شروع کیا۔

۱۹۲۲ء میں آپ کابل سے روس پہنچے وہاں روس کا انقلاب دیکھا۔ سوشلزم کا مطالعہ کیا لیکن اللہ کے فضل سے اپنے انقلابی فکر کو اس سے بہت بلند پایا۔ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ایمان بچا کر ترکی پہنچ گئے۔ وہاں سے آپ نے ۱۹۲۴ء میں اپنا پروگرام شائع کیا جس میں

یہ تحریر کیا کہ ہندوستان ایک ملک نہیں ہے یہ مجموعہ ممالک ہے اور یہاں ایک قوم نہیں بلکہ کئی قومیں بستی ہیں۔ اس لیے ہر ایک قوم کو حق خودارادیت ملنا چاہیے۔ اور اس ملک کو تقسیم ہونا چاہیے۔ اس کے بعد آزاد ریاستیں آپس میں فیڈریشن بنائیں گی اُن کا مقصد یہ تھا کہ شمالی ہند جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے آزاد ہو جائے گا۔ ان پر ہندو کا تسلط نہیں رہے گا۔ اس طرح تقسیم کے نظریے میں مذہب کو درمیان میں نہ لایا جائے گا۔ لیکن مقصد وہی حاصل ہو جائے گا کہ شمالی ہند کی ریاستیں۔ پنجاب سندھ، بلوچستان، سرحد اور کشمیر جمہوری اصولوں پر اپنی مرضی سے اسلامی حکومت قائم کر لیں گی اور فیڈریشن بنا لیں گی۔ بعد میں ان کے ساتھ جو ریاست چاہے شامل ہو جائے۔ اس طرح بنگال اور آسام بھی شامل ہو جاتے۔ اس پروگرام سے گویا مولانا سندھیؒ نے تحریک ولی اللٰہی کے تیسرے دور کا آغاز کر دیا۔ انگریزوں نے اسے ضبط کر لیا۔ ۱۹۲۶ء میں اس کا انگریزی ایڈیشن شائع کیا گیا وہ بھی ضبط ہو گیا۔ لیکن اس کے نسخے اکثر لیڈروں کے پاس پہنچ گئے۔ ڈاکٹر اقبالؒ کو بھی یہ پروگرام مل گیا تھا۔ چنانچہ اس سے متاثر ہو کر آپ نے ۱۹۳۰ء میں شمالی ہند پر مشتمل مسلم انڈیا قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

گویا تحریک ولی اللٰہی کا دوسرا دور جو ۱۸۳۱ء سے شروع ہوا تھا ۱۹۳۰ء میں ختم ہو گیا۔ اور اب برعظیم کی کی تقسیم اور مسلم انڈیا قائم کرنے کے لیے تحریک کا تیسرا دور شروع ہوا۔ مولانا سندھیؒ نے اپنے پروگرام میں آزاد مسلم ریاستوں کا پورا دستور دیا۔ جس میں فکر و فلسفہ ولی اللٰہی کو بنیاد بنایا گیا۔ یہ سوشلزم سے بہتر طور پر سرمایہ داری کا استیصال کرنے اور لادینیت سے بھی محفوظ رکھنے والا نکتہ تھا۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ ترکی سے مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ یہاں وہ بارہ برس رہے۔ اپنے افکار اور پروگرام کو خوب جانچا پرکھا۔ کئی اہل علم اصحاب کو قرآن حکیم کی تفسیر لکھوائی۔ جن میں سے ایک علامہ موسیٰ جاراللہ روسی تھے۔ ان کی لکھی ہوئی عربی تفسیر کی کاپیاں موجود ہیں۔ جن میں سے کچھ حصہ شائع ہو چکا ہے آخر آپ نے وطن واپس آنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اب حالات اس موڑ پر آ گئے تھے کہ انگریز عنقریب ہندوستان چھوڑنے والا تھا۔ مولانا چاہتے تھے کہ وہ مسلم نوجوانوں کو خود فکر ولی اللٰہی کی افادیت سے آگاہ کریں۔ تاکہ آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ بھٹکتے نہ رہیں۔ بلکہ اس فکر پر اپنا نظام قائم کریں۔ چنانچہ آپ ۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو ساحل کراچی پر اترے آپ نے فلسفہ ولی اللٰہی کی اشاعت کے لیے سارے ہندوستان کے دورے شروع کر دیے۔ کئی مقامات پر اپنے خطبات ارشاد فرمائے۔ کراچی، لاہور اور دہلی میں بیت الحکمت قائم کیے، کئی رسالے اور کتابیں شائع کیں، شاگردوں کا ایک حلقہ پیدا کیا، ایک سیاسی پارٹی کا پروگرام بھی شائع کیا۔

کابل، روس اور ترکی کے زمانے میں آپ کے سیکرٹری، آپ کے جانثار شاگرد اور ساتھی ظفر حسن ایبک تھے۔ مکہ مکرمہ کے زمانے میں علامہ موسیٰ جاراللہ اور بعض اور احباب نے آپ سے استفادہ کیا۔ واپسیٔ وطن کے بعد آپ کے سیکرٹری، آپ کے شاگرد اور ساتھی شیخ بشیر احمد لودھیانوی رہے۔ مولانا سندھیؒ انہیں فلسفہ ولی اللٰہی پڑھاتے رہے اور اپنے افکار املا کی صورت میں لکھواتے بھی رہے۔ یہ املا کئی ہزار صفحات پر پھیل گئیں۔ اور اس وقت چھ جلدوں میں شیخ صاحب کے پاس محفوظ تھیں کہ وہ وفات پا گئے۔

مولانا سندھیؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو ولی اللہ سوسائٹی قائم کی۔ تاکہ یہ سوسائٹی ولی اللہ کالج قائم کر کے جامع نظام تعلیم کا نمونہ پیش کرے جس میں دینی اور دنیوی تعلیم کو جمع کیا جائے اور اس کے ساتھ فلسفہ ولی اللٰہی بھی پڑھایا جائے۔ اس کے علاوہ فلسفہ ولی اللٰہی کی اشاعت کی جائے۔

آپ ۲۱ اگست ۱۹۴۴ء کو انتقال فرما گئے اور دین پور (خانپور) میں مدفون ہوئے ۱۹۴۷ء میں برعظیم کی تقسیم ہو گئی۔ پاکستان بن گیا۔ لیکن یہ ملک انتشار فکری کا شکار ہو گیا۔ ایک کے بعد دوسری پارٹی آتی رہی اور اس کو تختۂ مشق بناتی رہی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ دانشور حضرات اس طرف متوجہ ہوں اور فکر ولی اللٰہی کو بنیاد قرار دیں اور اس فکر پر پاکستان کو مضبوط و مستحکم بنائیں تاکہ تحریک ولی اللٰہی کا مقصد پورا ہو جائے۔ واللہ المستعان۔

غیرت پسند کھیل گئے اپنی جان پر
مرتا ہے مرد آن پر نامرد نان پر

کذّابُونَ دجّالُونَ

تحریر: حضرت مولانا عبدالعزیز

طبرانی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت سے پہلے دجّال ہوگا اور دجّال سے پہلے کئی کذّاب ہوں گے۔ پوچھا گیا کہ اُن کی علامتیں کیا ہیں؟ فرمایا کہ وہ تمہارے پاس ایسا طریقہ لے کر آئیں گے۔ جو ہمارے طریقہ کے خلاف ہوگا اور اسی کے ذریعہ وہ تمہارے طریقہ اور دین کو بدل ڈالیں گے۔ جب تم ایسا دیکھو تو تم ان سے پرہیز کرو۔ اور ان سے عداوت رکھو دیکھو کنزالعمال جلد ۷ صـ ۱۷۱۔ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اور ابویعلی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ دجّال سے پہلے ستّر دجّال ہوں گے۔

۱۔ مسیلمہ کذّاب یہ کذّاب قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا۔ اس لیے قرآن کریم کے مقابل میں کچھ تحریر بھی نکالی تھی۔ اور حضورؐ کے آخری دنوں میں نبوت کا دعویٰ کر کے ایک خط حضرت رسالت مآب کی خدمت میں روانہ کیا تھا کہ نصف ملک تمہارا اور نصف ملک میرا ہے باہم مل کر تقسیم کر لیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب اس کو لکھا وہ بعینہٖ درج ذیل ہے۔ طبرانی نے نعیم بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذّاب کو لکھا:

"از طرف محمد رسول اللہ بطرف مسیلمہ کذاب! واضح ہو کہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو زمین کا وارث کر دیتا ہے اور یاد رکھو کہ انجام کار متقی ہی کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں۔"

اس کذّاب نے دعویٰ نبوت کے بعد نماز معاف کر دی تھی۔ شراب اور زنا کا عام حکم دے دیا تھا کہ یہ سب حلال ہیں۔ آخر حضرت صدیقؓ کے عہد خلافت میں خوفناک لڑائی کے بعد خالد بن ولید کے ہاتھ سے وہ کذّاب واصل جہنم ہوا۔ اس کے دعوئے نبوت نے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ نہ پایا تھا کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ سے زائد لوگ شامل ہو گئے۔ (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۲)

۲۔ اسود عنسی یہ کذّاب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات ہی میں مثل مسیلمہ دعوے دار نبوت ہوا تھا اس کا نام عیہلہ اور اس کے باپ کا نام کعب بن عوف تھا۔ یہ شخص ہر وقت شراب کے نشے میں مخمور رہتا تھا۔ اس واسطے اس کا لقب ذوالخمار ہو گیا تھا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے تو آپ بیمار ہو گئے۔ اور آپ کی علالت کی شہرت دور و نزدیک پھیل گئی۔ اس پر مسیلمہ اور اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ مگر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی نسبت پہلے سے ہی کل حال اور انجام کی خبر دے دی تھی۔ چنانچہ حدیث ذیل اس کی مصداق ہے۔

بیہقی اور نسائی، ابن ماجہ ابوہریرہؓ سے اور بخاریؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں خواب میں تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کڑے ہیں جس سے مجھے بہت تردد پیدا ہوا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے خواب ہی میں مجھے وحی کی کہ ان پر پھونک مار۔ میں نے ایسا ہی کیا تو وہ دونوں کڑے اُڑ گئے۔ اس سے میں نے یہ تاویل کی کہ دو کذّاب میرے بعد خروج کریں گے۔ جن میں سے ایک تو اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذّاب۔ (دیکھو کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱)۔ یہ کذّاب یعنی اسود عنسی ایک بڑا شعبدہ باز تھا اور اپنی شعبدہ بازی سے بڑے بڑے عجائبات دکھلایا

کرتا تھا۔ جس سے لوگ حیرت میں آکر اس کے پنجہ فریب میں گرفتار ہو گئے۔ اس نے چھ سو آدمیوں کی جمعیت پیدا کر کے شہر صنعا پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے ہمراہ دو اور شیاطین بھی تھے جو فن شعبدہ بازی میں بڑے چالاک اور ہوشیار تھے۔ ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا نام شقیق تھا اس کذاب کا چار ماہ تک بڑا زور و شور رہا۔ آخر فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے قتل کی خبر خود مخبر صادقؐ نے پانچ روز پہلے دی تھی جو بالکل صحیح نکلی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۲۔

۳۔ ابن صیاد

یہ شخص یہودی تھا اس کا نام صافی اور اس کے باپ کا نام صیاد یا صائد تھا۔ بچپن سے ہی اس کو ایسی فطرت ملی تھی کہ عجیب عجیب تماشہ و حرکات دکھاتا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی شہرت سنی تو اس کے پاس گئے اور دل میں ایک لفظ دخان تجویز کر کے پوچھا کہ بتا میرے دل میں کیا کیا ہے؟ وہ فوراً کہنے لگا۔ دُخ۔ جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دُور ہو۔ تو اپنے اصل کو واپس نہ پائے گا۔ غرض یہ شخص اس قدر خطرناک سمجھا گیا کہ ایک بڑی جماعت نے اس کو دجال اکبر سمجھ لیا تھا۔ بالآخر یہ شخص مسلمان ہو گیا اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوا۔ پھر بھی صحابہؓ اس سے ڈرتے اور خطرے کی نظروں سے دیکھتے رہے۔

۴۔ طلحہ بن خویلد اسدی

یہ شخص بنی اسد کے قبیلے کا آدمی تھا۔ خیبر کے مضافات میں کسی گاؤں سے حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ اول کے زمانہ خلافت میں نکلا اور اس کذاب نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعوئ نبوت کر دیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرار بن الازور کو متعین کیا تھا۔ بنی اسد کے تمام لوگ ضرار کے ساتھ ہو گئے اور طلحہ کی طاقت ٹوٹ گئی۔ یہ کذاب کہا کرتا تھا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آتا ہے اور اکثر مجمع فقرات بنا کر لوگوں کو سناتا تھا کہ مجھے وحی ہوتے ہیں۔ نماز اور سجدہ سے لوگوں کو منع کرتا تھا اور حکم یہ دیتا کہ کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرو۔ آخر اس کے ساتھ قبائل اسد و غطفان بھی شامل ہو گئے تھے اور اس طرح اس نے بڑا زور پکڑ لیا تھا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ سے منع کرتا تھا آخر بڑی خونریزی کے بعد جب قبیلہ اسد اور غطفان مسلمان ہو گئے تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۴-۱۴۵)

۵۔ سجاح بن الحرث بن سوید

یہ ایک عورت قبیلہ بنی تمیم سے تھی جس نے نبوت کا دعوئے کیا تھا۔ قبیلہ بنی تمیم کے تمام لوگ اس کے حلقۂ ارادت میں ہو گئے تھے اس کے ماموں تغلبی تھے یہ انتہا بے رحم و جلاد تھی کہ جس کو چاہتی تھی فوراً قتل کروا دیتی تھی۔ ہمیشہ گرگ پر سوار ہوتی۔ یہ بدبخت عورت یمامہ میں جہاں مسیلمہ کذاب رہتا تھا پہنچی۔ مسیلمہ کو اپنے کذاب ہونے پر یقین و فخر تھا۔ اس کے آنے سے گھبرایا مگر آخر کہلا بھیجا کہ مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ جو ہم سے غالب آئے دوسرا اس کا تابع ہو جائے۔ اس پر سجاح نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ آخر ایک خیمہ میں ان دونوں نے ملاقات کی۔ جماع کی ٹھہرائی اور مرتکب زنا ہوئے۔ اس کے بعد سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کے سپرد کر دی۔ اور خود نبوت سے دستبردار ہو گئی۔ پھر باہم نکاح کر لیا اور بلند آواز سے پکارا کہ نماز فجر اور عشاء معاف کر دی گئی۔ بالآخر یہ عورت بزمانہ خلافت تائب ہو کر صدق دل سے مسلمان ہو گئی۔ اور بصرہ میں مدت مدید تک رہ کر فوت ہو گئی۔ سمرہ بن جندب نے نماز جنازہ ادا کی (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۹)

۶۔ مختار

یہ کذاب قبیلہ ثقیف سے تھا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور ہمیشہ اپنے خطوط میں من مختار رسول اللہ لکھا کرتا تھا۔ اس کی خبر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ چنانچہ مسلم نے اسماء بنت ابوبکرؓ اور ترمذی نے ابن عمرؓ سے اور طبرانی نے سلامۃ بن حر سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قبیلہ ثقیف سے ایک کذاب پیدا ہو گا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱) اس نے بڑے بڑے فسادات اور جنگ جدال کیے۔ آخر کار قید ہو کر ہلاک ہوا (تاریخ کامل ابن

اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۷ تا ۷۸)

۷- شاعر متنبی اس کا نام احمد اور اس کے باپ کا نام حسین تھا کوفہ اس کا مسکن تھا کنیت اس کی ابوالطیب تھی۔ شام کے ملک میں جا کر علم ادب سیکھنے میں مصروف ہوا۔ کلام عربی پر ایسا عبور حاصل کیا کہ بلا تکلف نظم و نثر کہہ سکتا تھا۔ کتب لغت کا بکثرت مطالعہ کیا۔ حتیٰ کہ ایک بڑا دیوان بھی نظم کیا۔ آخر نبوت کا مدعی ہوا اور قبیلہ بنی کعب اور دیگر قبائل کے لوگ بکثرت اس کے تابع ہوگئے۔ لیکن امیر حمص نے اس کے دعوے کے ساتھ ہی اس پر چڑھائی کر دی اور اس کو اسیر کر لیا اس کی تمام جماعت کو منتشر کر دیا۔ چند روز کے بعد وہ خود ہی تائب ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں ۳۵۴ھ میں ایک شعر کے کہنے پر بحکم سیف الدولہ قتل کیا گیا (تاریخ ابن خلقان جلد اول صفحہ ۳۸-۳۹)

۸- بہبوذ یہ کذاب قوم زنج کا سرگروہ تھا۔ اس نے لوگوں کا ایک انبوہ کثیر اپنے ارد گرد جمع کر لیا تھا۔ موقعہ دیکھتے ہی وہ بصرہ پر چڑھ آیا اور بہت سا علاقہ اپنے قابو میں کر لیا۔ ہزارہا مخلوق خدا کو ناحق تہ تیغ کیا اور بے شمار بندگان خدا کو بے خانماں و برباد کر دیا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں خدا کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں اور تمام غیب کی خبریں مجھ پر ظاہر کر دی جاتی ہیں۔ دعوے کرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد معتمد علی اللہ خلیفہ عباسی کی فوج نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کا سر کاٹ کر نیزے کی انی پر رکھ کر تمام شہر میں پھرایا گیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۹)

۹- یحییٰ بن ذکرویہ قرمطی نے بکثرت لوگ اپنے حلقۂ ارادت میں لا کر بڑا زور پکڑ لیا اور جبراً لوگوں سے اپنے آپ کو سجدے کراتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھ پر قرآن کی آیتیں نازل ہوتی ہیں۔ حاجیوں پر لوٹ مار کرنا اس کا خاص پیشہ تھا۔ بغداد کے گرد و نواح کو تباہ کر رکھا تھا۔ آخر خلیفہ مکتفی نے ایک بہت بڑی فوج بھیج کر اس کو شکست دی اور قتل کر دیا صرف ایک سال تک اس کا شور و شور رہا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۰ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵)

۱۰- عیسیٰ بن مہرویہ یہ شخص بھی قرمطی تھا۔ یہ کذاب یحییٰ بن ذکرویہ کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے اپنا لقب مدثر ظاہر کیا اور امیر المومنین مہدی کے نام سے پکارا جاتا تھا ایک بہت بڑی جمعیت پیدا کر کے ملک شام پر حملہ آور ہوا۔ اور بڑا قتل و غارت اور فساد کیا۔ آخر کار یہ بھی خلیفہ مکتفی باللہ کے ہاتھ سے قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔ اور تھوڑی ہی مدت میں اس کے شر و فتنہ سے تمام زمین پاک و صاف ہوگئی۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۰)

۱۱- سلیمان قرمطی اس کی کنیت ابوطاہر اور اس کے باپ کا نام ابوسعید تھا۔ جب اس کا باپ ابوسعید اپنے ہی ایک غلام کے ہاتھوں مارا گیا تو باپ کی وصیت کے مطابق اس کا بیٹا سعید اپنے باپ کا قائمقام ہوا لیکن ابوطاہر اپنی چالاکی کی وجہ سے کامیاب ہو گیا۔ خانہ کعبہ میں جا کر اس نے حجر اسود کو اکھیڑ لیا اور بلند آواز سے کہنے لگا کہ میں خدا ہوں، میں ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہوں اور فنا کرتا ہوں۔ لیکن غیرت خداوندی نے اس کو زیادہ مہلت نہ دی۔ جدری کی بیماری کا اس کو روگ دے کر ذلت سے ہلاک کر دیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۹۔۱۷ و تاریخ خلفاء صفحہ ۲۶۳)

۱۲- ابو جعفر محمد بن علی شلغانی یہ ابوالقراقر کے نام سے مشہور و معروف تھا۔ راضی باللہ خلیفہ عباسی کے عہد سلطنت میں ظاہر ہوا۔ مذہب کا شیعہ تھا۔ شروع شروع میں اس نے اپنے عقیدے کو پوشیدہ رکھا۔ لیکن جب بڑے بڑے امیر و سردار اس کے ہم عقیدہ ہوگئے تو پھر علانیہ خدائی کا دعویدار بن بیٹھا۔ انبیاء کو خائن قرار دیتا تھا۔ شریعت کو بالکل الٹ پلٹ دیا۔ ملائکہ کی نسبت کہتا تھا کہ وہی فرشتہ ہے جو اپنے نفس کا مالک ہو اور حق کو پہچانتا ہو جنت بجز اس کے کوئی چیز نہیں کہ نفس اور حق کی معرفت حاصل ہو اور عدم معرفت کا نام دوزخ ہے۔ روزہ اور صلوٰۃ کا ترک کرنا بھی عبادت ہے۔ نکاح کرنا فضول امر ہے۔ بلکہ تمام فروج حلال ہیں۔ ہر ایک شخص کو

مجاز ہے کہ جس عورت سے چاہے مباشرت کرے۔ تناسخ کا قائل تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۳) خلیفہ راضی باللہ نے اس کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر عظیم روانہ کر کے مع ہمراہیوں کے اس کو اسیر کر لیا۔ اور سولی پر چڑھا کر دارالبوار کو بھیجا۔ (تاریخ خلفاء ص۲۶۰)

۱۳- ۳۲۲ھ میں بعہد خلافت راضی باللہ قریہ باسند جو ملک صغانیاں کے مقامات سے ہے ایک شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ بے شمار فوج اور آدمیوں کے گروہ اس کے ساتھ مل گئے۔ اس نے اس قدر ظلم اختیار کیا کہ لوگ شہر چھوڑ کر بھاگنے لگے اور اگر کوئی اس کی تکذیب کرتا تو اس کو قتل کر دیتا یا کروا دیتا۔ چنانچہ بہت سی مخلوق اس کے ظلم و ستم کا نشانہ ہو کر ہلاک ہو گئی۔ غرضیکہ یہ بڑا ہی شعبدہ باز تھا۔ اپنی شعبدہ بازی اور مکر و فریب کو اپنی کرامات اور خوارق بیان کرتا تھا۔ ایک حوض میں خالی ہاتھ ڈالتا تو دیناروں کی مٹھی بھر کر باہر نکالتا۔ آخر ابو علی بن محمد بن مظفر حاکم صغانیاں نے ایک بہترین فوج اس کے مقابلے کے لیے بھیجی۔ بڑا زبردست مقابلہ ہوا۔ آخر کار وہ تنگ آکر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا مگر فوج نے ہمت کر کے اس کو گرفتار کر لیا۔ اس کا سر کاٹ کر حاکم وقت کے پاس لے گئے بالآخر اس کی بھاری جمعیت کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ اس طرح اس کذاب کا نام و نشان مٹا دیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ ص۱۰۰)

۱۴- قبیلہ سوادیہ میں ایک شخص ۴۹۹ھ میں نہاوند میں ظاہر ہوا جس نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ اس نے اپنے چار اصحاب کے نام ابوبکر و عمر و عثمان و علی رکھے ہوئے تھے۔ اس وقت خلیفہ مستظہر باللہ کا دورِ حکومت تھا۔ سوادیہ قبیلہ کی ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ تھی۔ تمام جمعیت نے اپنی جائداد وغیرہ اس کے سپرد کر دی تھی۔ آخر شاہی فوج کے ہاتھ سے پکڑا گیا۔ اور اس کا سر قلم کر کے صفحہ دنیا سے اس کو نیست و نابود کر دیا گیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۹۴)

۱۵- استاذ سیس ملک خراسان میں بعہد خلافت منصور عباسی ۱۵۰ھ میں ظاہر ہوا۔ اہل ہرات و بادغیس و سجستان وغیرہ اس کے جھنڈے میں آ گئے۔ آخر اجثم مرو روزی نے اس کا مقابلہ کیا مگر استاذ سیس کے ساتھ تقریباً تین لاکھ بہادر و تجربہ کار سپاہی تھے۔ اس نے شکست کھائی۔ پھر خلیفہ منصور نے حازم بن خزیمہ کو بڑی فوج کے ساتھ حکم دیا۔ کہ مہدی کے لشکر کے ساتھ مل کر استاذ سیس پر حملہ کرے۔ چنانچہ حازم نے بفرمان خلیفہ ایسا ہی کیا۔ بڑی زبردست لڑائی ہوئی استاذ سیس کی فوج سے ستر ہزار آدمی مارے گئے اور استاذ سیس مع چودہ ہزار سپاہیوں کے اسیر ہوا۔ صرف ایک ہی سال میں اس کی تمام شیخی خاک میں مل گئی۔ اس کذاب نے بھی دعوئ نبوت کر کے فسق و زنا کا عام رواج دیا تھا۔ اور رہزنی کا پیشہ ایک اعلیٰ فن سمجھ رکھا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹)

۱۶- عطا یہ شخص مقنع کے نام سے مشہور تھا قصبہ کاذہ کا رہنے والا تھا جو مضافات مرو میں ہے۔ ذات کا دھوبی تھا۔ خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اور علانیہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء میں حلول کرتا ہے۔ اور اب مجھ میں حلول کیا ہے۔ نخشب میں چاند بنایا تھا۔ تناسخ کا قائل تھا۔ کیونکہ نہایت بدصورت مکروہ منظر اور پست قامت تھا۔ چہرہ پر طلائی برقعہ رکھتا تھا۔ خلیفہ مہدی نے اس کے مقابلہ پر ایک لشکر روانہ کیا وہ ایک قلعہ میں بند ہو گیا۔ جب اس کو یقین ہو گیا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو اپنی بیوی اور مریدوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ جو شخص میرے ساتھ آسمان پر جانا چاہتا ہے۔ وہ آگ میں میرے ساتھ کود پڑے۔ چنانچہ وہ اپنے معتقدین کے ساتھ آگ میں کود کر ہلاک ہو گیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹ و اقتراب الساعۃ ص۹)

تعلیماتِ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ

حضرات علمائے مجتہدین کی تقلید

پس حضرات علمائے مجتہدین کی تقلید کرنی چاہیے۔ اور "اصول دین" کو ان کی رایوں کے مطابق سمجھنا چاہیے۔ اور حضرات صوفیا کے جو افعال یا اقوال حضرات علمائے مجتہدین کی رایوں کے برخلاف ہوں ان اقوال و افعال کی تقلید نہ کرنی چاہیے مگر حسن ظن کے ساتھ حضرات صوفیاء پر طعن کرنے سے زبان بند رکھیں۔ (مکتوب ۲۲ دفتر اول)

شرعی احکام کی پیروی

شریعت کا ہر حکم جس طرح مبتدی کے لیے واجب العمل ہے اسی طرح منتہی کے لیے بھی ہے۔ (اس معاملہ میں) عام مومن اور خاص الخاص عارفوں میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ دونوں پر یکساں طور پر شریعت کی پیروی فرض ہے۔ مگر بعض "خام صوفی" اور ناعاقبت اندیش "ملحد" یہ کوشش کرتے ہیں کہ شرعی احکام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالیں۔ وہ احکام شرعیہ کو عوام کے لیے تخصیص کرتے ہیں اور خود کو صرف "معرفت" کا مکلف بتاتے ہیں۔ (مکتوب ۲۷۶ - دفتر اول)

پس شریعت اس جہان اور آخرت کی سب بھلائیوں کی ضامن ہے اور کوئی حاجت ایسی نہیں جس کے لیے شریعت کے دائرہ کے باہر قدم اٹھانے کی ضرورت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن میں حضرات صوفیاء کرام ممتاز ہوئے ہیں یہ دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ (مکتوب ۳۶ - دفتر اول)

تین اہم ترین امور

اول: اپنے عقائد کو بزرگان اہلسنت والجماعت کے عقیدوں کے مطابق درست کرنا ضروری سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے۔

دوم: اس بات کا اہتمام کریں کہ فقہ والے احکام شرعیہ کے مطابق عمل کریں۔

سوم: "سلوک" حضرات صوفیاء کرام کے اعلیٰ طریقہ کے مطابق حاصل کریں۔ (مکتوب ۱۷۷ - دفتر اول)

نوجوانوں کو ہدایت

جوانی کے ایام کو غنیمت جان کر شریعت کے علوم حاصل کرنے اور شرعی احکام پر عمل کرنے میں مشغول رہیں۔ نیز اس بات کا بہت اہتمام کریں کہ یہ قیمتی عمر بے فائدہ کاموں میں ضائع نہ ہونے پائے۔ اور لہو و لعب (کھیل تماشوں) میں تلف نہ ہونے پائے۔ (مکتوب ۱۷ دفتر اول)

میرے بیٹے! کل قیامت کے دن جو چیز کام آئے گی وہ صرف صاحب شریعت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ (مکتوب ۱۸۴ - دفتر اول)

نماز باجماعت کا اہتمام

ہمیشہ پنجگانہ فرض نماز بغیر کسی سستی اور فتور کے (مسجد میں حاضر ہو کر) باجماعت ادا کرتے رہیں۔ (مکتوب ۱۸۹ - دفتر اول)

اگر رات کی عبادت اور نماز تہجد کا پڑھنا میسر ہو جاتے تو یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ (مکتوب ۴۷ دفتر اول)

اہتمام کریں کہ کوئی فرض نماز بغیر جماعت ادا نہ

ہونے پائے بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی نہ چھوٹنے پائے اور نماز مستحب وقت پر ادا ہو۔ (مکتوب ۲۶۶ - دفتر اول)

میل جول اور تعلق

تمام وعظوں کا خلاصہ اور جملہ نصیحتوں کا نچوڑ یہ ہے کہ میل جول اور تعلق ہمیشہ دینداروں سے اور شریعت کی پابندی کرنے والے حضرات کے ساتھ رکھیں۔

دینداری اور شریعت کی پابندی کا دارو مدار اس بات پر منحصر ہے کہ تعلق حق پرست جماعت اہلسنت والجماعت کے ساتھ ہو۔ کیونکہ سب اسلامی فرقوں میں سے یہی فرقہ ناجی ہے۔ ان بزرگوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اور ان حضرات کے مسلک کی تابعداری کے بغیر آخرت کی کامیابی کے دروازے بند ہیں۔ اگر اس بات کا پتہ چل جائے کہ کوئی شخص رائی کے دانے کے برابر بھی ان لوگوں کے سیدھے راستے سے ہٹ گیا ہے تو اس کی صحبت کو ہلاک کرنے والا زہر سمجھنا چاہیے اور اس کی مجلس کو سانپ کا زہر جاننا چاہیے۔ (مکتوب ۲۱۴ - دفتر اول)

عمل کا وقت

عمل کا وقت گزرتا جا رہا ہے اور ہر لمحہ جو گزر رہا ہے وہ عمر کو گھٹا رہا ہے اور موت کی مقررہ گھڑی کو قریب لا رہا ہے۔ اگر آج خبردار نہ ہوئے۔ تو کل مرنے کے بعد حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور گزرا ہوا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ اس لیے احتیاط کرنی چاہیے کہ زندگی کے یہ چند روز شریعت روشن کے مطابق گزر جائیں تاکہ نجات کی توقع کی جاسکے۔ یہ وقت شریعت کے احکام پر عمل کرنے کا ہے۔ عیش و آرام کا وقت آئندہ آنے والی زندگی میں ہے جو ان نیک اعمال کا ثمرہ ہے۔

ضرورت رشتہ

ایک عالم، حافظ اور مستند قاری مسلکاً دیوبندی جس کی عمر ۳۷ سال ہے کے لیے نیک سیرت و صورت پابند صوم و صلوٰۃ حافظہ قاریہ یا عالمہ صحیح العقیدہ آخری عمر ۴۰ سال اور اس سے کم بیوہ یا کنواری عورت کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات اور جہیز کی کوئی شرط نہیں۔

قاری محمد شاکر

ڈاکخانہ خانپور نورنگہ براستہ نورپور نورنگہ تحصیل بہاولپور

5194

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہیں ہوگی۔

عمل کے اس وقت کو عیش و آرام میں گنوا دینا ایسا ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کو پکنے سے پہلے کچا کھا جائے اور (کاٹنے کے موسم میں) اپنے پختہ پھل سے محروم رہے۔ (مکتوب ۸۹ - دفتر دوم)

اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنا

خدا تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو فرنگی کافر سے بہتر سمجھے۔ لہٰذا بزرگان دین سے بہتر سمجھنے والے کے بارے میں آپ خود رائے قائم کر سکتے ہیں (کہ یہ فعل کس قدر برا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبّت کا دعوےٰ

اور پھر

مستقل نافرمانی

یہ محبت نہیں

انکار ہے

(خاموش مبلّغ)

غارِ حرا

جناب مضطر گجراتی
مرحوم

نازشِ جنّت بنا تو غیرتِ ایمن بنا
تو رسُولِ دو جہاں کا اوّلیں مسکن بنا

تیرے ہر پتھر کی خوش بختی پہ کہساروں کو رشک
تیرا ہر کانٹا بہشتِ نور کا دامن بنا

قدرتاً تجھ کو بساطِ ارض پر رفعت ملی
تیرا دامن انجم و ماہتاب کا دامن بنا

عظمتِ کون و مکاں نے روشنی بخشی تجھے
سلسلہ امن مہذب کا ترے کارن بنا

تو جلوہ گاہِ نبیؐ ، تو مہبطِ روح الامینؑ
سب سے پہلے تو ہی سرّ وحی کا مخزن بنا

نیّرِ برجِ رسالتؐ یوں ہوا تجھ سے طلوع
ایک اِک ذرّہ جہاں کا دیدۂ روشن بنا

آسمانی رحمتوں کی ابتدا تجھ سے ہوئی
صبحِ فاراں کا دریچہ تیرا ہر روزن بنا

آگئیں فطرت کو خود تنہائیاں تیری پسند
تیرا سینہ گوہرِ الہام کا معدن بنا

نغمہ زن تیری تجلّی سے ہوئے شام و عراق
مصر بھی تیرا ہی ساز زمزمہ افگن بنا

تیرے پیغامِ حسیں کے پاسباں نجد و حجاز
تیرے جلووں کا امیں ترکی بنا ، اُردن بنا

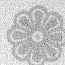
آشنا تیری اذاں سے ساحلِ روم و فرانس
دشتِ افریقہ تری تہذیب کا آنگن بنا

تیری ممنونِ کرم ہے وادیٔ رودِ کبیر
تیرا مرہونِ نظر شیراز کا گلشن بنا

کس قدر ندرت فزا ہے تیرا اندازِ سکوت
دشت میں لالہ بنا تو باغ میں سوسن بنا

ملّتِ بیضا کا اک بالواسطہ محسن ہے تو
جو تیرا دشمن بنا ، اللہ کا دشمن بنا

الغرض تیرے سراجِ نور سے سارا جہاں
رفتہ رفتہ جلوہ گاہِ اہلِ عل[illegible]ن بنا



ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵ | خدام الدین | رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۳

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

- قرآن کریم مع ترجمہ حضرت الامام لاہوریؒ و ربط آیات جس کو برصغیر کے ہر مکتب فکر کے مستند علماء نے پسند کیا۔ ہدیہ قسم اول ۷۰/ روپے قسم دوم ۵۰/ روپے
- خطبات جمعہ : حضرت لاہوریؒ کے مشہور عالم خطبات جمعہ جسے نئے انداز سے دو حصوں میں طبع کرایا جا رہا ہے۔ (زیر طبع) حصہ اول ۱۸/- حصہ دوم ۲۱/-
- مجالس ذکر : حضرتؒ کی اصلاحی تقاریر کا قیمتی خزانہ ، نیا انداز نئی ترتیب۔ حصہ اول : ۱۸/- روپے - حصہ دوم : ۲۱/- روپے (زیر طبع)
- اسلامی تعلیمات : حضرت مولانا عبید اللہ انور کے خطبات و مواعظ کا قیمتی مجموعہ۔ ہدیہ ۲۴/- روپے
- ملفوظات : حضرت لاہوریؒ کے ملفوظات کا دل آویز گلدستہ۔ ۵۰/ ،،
- گلدستہ صد احادیث نبوی ترجمہ و تشریح حضرت لاہوریؒ۔ ۵۰/ ،،
- خلاصۃ المشکوٰۃ : حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ کا خلاصہ۔ حضرت لاہوریؒ کی محنت کا شاہکار۔ ہدیہ ۹/۰۰ (زیر طبع)
- اصلی حنفیت : مذہب حنفی کی سچی تصویر حضرت لاہوریؒ کے قلم سے۔
- ہماری آکادمی : مولانا ابوالکلام آزاد کی مشہور زمانہ کتاب کا اردو ترجمہ خوبصورت کتابت و طباعت اور مضبوط جلد صفحات ۵۵۰ سے زائد۔ قیمت ۲۵/- روپے
- یدِ بیضا : حضرت لاہوری قدس سرہ کے شیخ و مربی حضرت ... رحمۃ اللہ علیہ کی مبسوط سوانح حیات - حامی جعفری کے قلم سے ! ہدیہ ۲۵/-

حضرت لاہوری قدس سرہ کے ۲۵ رسائل کا سیٹ بھی انشاء اللہ عنقریب تیار ہو جائے گا

المعلن :- ناظم شعبہ نشر و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

منظور شدہ محکمہ تعلیم | ۱: لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۱۶ ... مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء ۲: پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ... مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء ۳: کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۲۰۶۷۶-۹-۵۸ ... ۴: راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی ... مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۳ء